بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

حبیب الرحمٰن اعظمی

ہمارے ملک ہندوستان کو بجاطور پر دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کا اعزاز حاصل ہے، جمہوریت کی مستحکم و پائیدار روایت کے سبب کوئی بھی طاقت مطلق العنان نہیں ہوسکتی، اس کے باوجود کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی جزوی واقعہ یا فرد کے ناروا اور ناپسندیدہ عمل کو سامنے رکھ کر پورے فرقہ کو نشانہ بنادیا جاتا ہے، یہ روش اور وطیرہ کبھی سیاسی حکمت عملی، کبھی سرکاری افسران کی بداعمالیوں اور کبھی دیگر اعلیٰ اداروں کے افراد کی بددیانتی کی بناپر فروغ پارہا ہے۔ بسا اوقات یہ رویہ اس قدر قوی ہوجاتا ہے کہ تمام سماجی رویوں کو متاثر کرنے لگتا ہے، اس کی بدترین مثال دہشت گردی کے نام پر سرکاری ایجنسیوں کی کارروائیاں ہیں، جن کا نشانہ بطور خاص ملک کی سب سے بڑی اقلیت بنتی رہی ہے۔ ہماری حکومتوں کی اس عادتِ بد نے کہ وہ ملک کے دستور، اس کے سیکولر نظام، اور قانون وانصاف کی بجائے ذہنی تحفظات اور بیرونی طاقتوں کے چشم وابرو کو دیکھتی ہیں، وِشو ہندو پریشد، بجرنگ دل، شیوسینا جیسی کھلی فرقہ پرست تنظیموں کی پالیسیاں سب کو معلوم ہیں؛ لیکن سیکولرزم اور جمہوریت کے نام پر کرسی اقتدار پر براجمان حکومتیں جب اس ناگفتنی میں اپنے طرزِ عمل سے شریک ہوجائیں تو یقیناً ہم کو زیادہ چوکنا ہونا پڑے گا۔

ملک میں قائم دینی مدارس صرف علم دین ہی کے محافظ نہیں؛ بلکہ انسانیت، اخلاق، تہذیب، شرافت، حب الوطنی اور وفاداری کے مضبوط قلعے ہیں، یہی ایثار وقربانی کے وہ مراکز ہیں، جہاں سے جہادِ آزادی کی تحریک کو اصل سرمایہ ملا۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، سید احمد شہید بریلوی، مولانا محمد اسماعیل شہید، مولانا عبدالحئی بڈھانوی، مولانا محمد جعفر تھانیسری، مولانا سید نصیرالدین دہلوی، مولانا ولایت علی صادق پوری،

مولانا عنایت علی، مولانا فضلِ حق خیرآبادی، مفتی عنایت احمد کاکوروی، مولانا احمداللہ شاہ، مولانا سرفراز علی گورکھپوری، مولانا فیض احمد بدایونی، مولانا عبدالقادر لدھیانوی، مولانا رحمت اللہ کیرانوی، حاجی امداد اللہ تھانوی، مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا محمود حسن دیوبندی (شیخ الہند)، مولانا عبیداللہ سندھی، مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی، مولانا سید حسین احمد مدنی (شیخ الاسلام)، مولانا معین الدین اجمیری، مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد بہاری، مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا محمد شاہد فاخری، مولانا احمد سعید دہلوی، مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی، وغیرہ مجاہدینِ آزادی جن کی فہرست بڑی طویل ہے، انھیں دینی مدارس کے ساختہ پرداختہ تھے، جنھوں نے نہ صرف انگریزوں سے مقابلہ کیا؛ بلکہ دوسروں کے اندر بھی اس کا جذبہ پیدا کیا، ملکِ عزیز کے لیے خود تڑپے اور دوسروں کو بھی تڑپایا، ملک کی عزت وآزادی کی خاطر ہر طرح کی قربانی دی، اوردوسروں کوقربانی کا حوصلہ بخشا۔

یہ مدرسے صدیوں سے قائم ہیں، حکومتیں آئیں اور چلی گئیں، بساطِ سیاست بچھی اور لپیٹ دی گئی؛ لیکن حق وصداقت اور انسانیت وشرافت کے یہ قلعے محفوظ رہے، اور ان شاء اللہ آئندہ بھی محفوظ رہیں گے۔

ان مدارس کو دہشت گردوں کا اڈہ بتانا، ان پر قدغن لگانے کے لیے ان کی فہرست تیار کرانا، ان سے منسلک طلبہ وعلماء کو بیجا طور پر پریشان کرنا اور بغیر کسی معتبر ثبوت کے انھیں گرفتار کرنا ایک ایسا گھناؤنا اور بدترین جرم ہے، جسے کسی طرح برداشت نہیں کیا جائے گا، ان مدرسوں کے طلبہ کی شرافت، انسانیت اور بلند اَخلاق کا اعتراف ہر ضلع اور شہر کے حُکام کو ہے، ان مدارس کا کوئی طالبِ علم نہ بسوں کے شیشے توڑتا ہے، نہ ریلوں کی چین پُلنگ کرتا ہے، نہ پتھر چلاتا ہے، نہ کسی پر بیجا ہاتھ اٹھاتا ہے، نہ اس نے کسی مندر کو توڑا، نہ دھرم شالہ کو، اس نے احتجاج اور مظاہروں کے عام طریقوں کو بھی اختیار نہ کیا، پھر بھی اس پر الزام تراشی، اس کو بدنام کرنے اور قومی مجرم بنانے کی سازش حکومت اور اس کے اہل کاروں کا کھوکھلا پن، اور ایک دہشت گردانہ کارروائی ہے۔ تہذیب وانسانیت کا درس دینے والے امن وآشتی کے ان پاسبانوں کے ساتھ ماضی قریب میں یہ سب کچھ کیا جاچکا ہے اور حالات وواقعات کے چہرے سے جوں جوں نقاب ہٹ رہی ہے، اس سے ظاہر ہورہا ہے کہ امتِ مسلمہ اور ان کی تعلیم گاہوں کو پھر اسی آزمائش میں مبتلا کرنے کی تیاریاں ہورہی ہیں۔ کیا حکومت کے ذمہ داروں کو ملک میں نہتے، اور بے گناہ مسلمانوں پر وحشیانہ مظالم کرنے

والے مجرم دکھائی نہیں دیتے، کیا انھیں بابری مسجد شہید کرنے والوں کی دہشت گردی اور درندگی نظر نہیں آتی، دہشت گردوں کو تلاش کرنا ہے تو کورٹ سے ان مجرموں کی فہرست طلب کی جائے جنھوں نے گجرات جیسے پُر امن صوبہ میں بربریت اور وحشیت کا ایسا ننگا ناچ کیا جس سے چنگیز اور ہٹلر کی روحیں بھی شرمسار ہوئے بغیر نہیں رہ سکی ہوں گی۔ دہشت گردوں کو تلاش کرنا ہے تو آر، ایس، ایس، وِشو ہندو پریشد اور شیوسینا کے اداروں میں تلاش کیا جائے، اور کیا بعید ہے کہ دہشت گرد خود انتظامیہ میں چھپے ہوں، اپنی دہشت گردی کا سبق پُرامن شہریوں کو نہ پڑھایا جائے ورنہ اس مجرمانہ رویہ سے نہ صرف ملک کا امن و امان تباہ ہوگا؛ بلکہ سیاست کے ایوانوں میں عیش وعشرت کی زندگی گزارنے والوں کا چین وسکون بھی غارت ہوجائے گا اور جس کرسی کے نشہ میں آج بے گناہوں پر ظلم و بربریت کے لیے راہیں ہموار کی جارہی ہیں اس کرسی سے بھی ہاتھ دھونا پڑسکتا ہے۔

دنیا ہے اس کی شاہد اس شہرِ بے امان نے
جس میں انا سمائی وہ سر کچل دیا ہے

ان مذکورہ بالا حقائق کا تقاضا ہے کہ ہم مندرجہ ذیل امور پر بطورِ خاص توجہ دیں:

(۱) دینی مدارس، ملّی تشخص کے پاسبان ہیں، انھیں مدارس سے آپ کو علماء، فضلاء، داعی، مرشد، مفسر، محدث، فقیہ اور ملّی قائدین ملتے رہے ہیں۔ اگر ان کی عزت پر آنچ آتی ہے اور ان کا وقار مجروح ہوتا ہے، تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ پوری ملت کی آبرو اور عزت پر حملہ کیا جارہا ہے، جس کو ملت کبھی گوارا نہیں کرے گی۔

(الف) لہٰذا تمام مسلم خواص وعوام اور تمام تنظیموں کے ذمہ دار متحد و متفق ہوکر جمہوری تقاضوں کے مطابق مدارس کے تحفظ کے لیے سرگرمِ عمل ہوجائیں۔ اور مرکزی وریاستی حکومتوں سے مطالبہ کریں کہ وہ اعلان کردیں کہ یہ دینی مدارس انسانیت اور تہذیب وشرافت کے محافظ ہیں، ان کا دہشت گردی سے کوئی سروکار نہیں، جس کا ثبوت یہ ہے کہ بار بار کی تفتیش کے باوجود بھی انتظامیہ کو ان مدارس میں کوئی مجرم نہ مل سکا۔ جس کی بنا پر سابق وزیر داخلہ جناب مسٹر ایڈوانی نے ایوانِ حکومت میں یہ اعلان کیا تھا کہ مدارس اسلامیہ میں کوئی دہشت گرد آج تک نہیں ملا ہے۔

(ب) آئندہ ایسی تمام کارروائیوں کا سدِباب کیا جائے جو دینی مدارس کے وقار کو مجروح کرتی

ہوں، اور آئینِ ہند سے حاصل دینی، تعلیمی اور تہذیبی ورثہ کی حفاظت وترویج کے حق میں قدغن لگاتی ہوں۔

(۲) ہمیں یہ سمجھنا چاہیے کہ ہمارے خلاف پورے ملک میں فرقہ وارانہ منافرت پھیلائی جارہی ہے، کھلے اور چُھپے فسطائی عناصر ہمارے وجود کو برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں، ہمیں اشتعال دلاکر اور ہمارے جذبات بھڑکا کر ہمیں پولیس اور فوج کی گولیوں کا نشانہ بنانے کی مسلسل منصوبہ بندی کی جارہی ہے۔

(الف) اس صورتِ حال میں ہمیں ہوشیار رہنا ہے اور اپنے اندر شعور کی پختگی اور بالغ نظری پیدا کرنی ہے، اپنے دین اور سنتِ رسول ﷺ پر مضبوطی سے قائم رہتے ہوئے اپنی دینی قیادت کا ساتھ دینا ہے۔

(ب) ہم اپنے عوام سے خصوصی طور پر کہتے ہیں کہ فرقہ پرست طاقتوں سے ہوشیار رہیں، اور ملک کے پُرامن شہریوں سے اپنے تعلقات استوار رکھیں، اور انھیں اطمینان دلائیں کہ ہمارا آپ سے کوئی اختلاف نہیں ہے، ہم اور آپ ایک کشتی کے سوار ہیں، ہمارا اختلاف اور لڑائی صرف ان طاقتوں سے ہے جنھوں نے ملک کی سیکولر قدروں کو پامال کرکے ظلم وجارحیت کو اپنا شیوہ بنالیا ہے۔

❁ ❁ ❁